ہم بصیرتِ تام سے رسول اللہ کو خاتَم النّبیّین مانتے ہیں

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النّبیّین نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوتِ یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی وہ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے اور اُس کی حقیقت سے بے خبر ہیں وہ نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذّت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کرسکتا بجزان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔

دنیا کی مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اس طرح پر دے سکتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر آ کر اُس کا کمال ہوجاتا ہے جب کہ اُسے بدر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر کمالاتِ نبوت ختم ہو گئے۔ جو یہ مذہب رکھتے ہیں کہ نبوت زبردستی ختم ہوگئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یونسؑ بن متیٰ پر بھی ترجیح نہیں دینی چاہیے۔ اُنہوں نے اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور کمالات کا کوئی علم ہی اُن کو نہیں ہے۔ باوجود اس کمزوریٔ فہم اور کمیٔ علم کے ہم کو کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں۔ میں ایسے مریضوں کو کیا کہوں اور اُن پر کیا افسوس کروں۔ اگر اُن کی یہ حالت نہ ہوگئی ہوتی اور حقیقت اسلام سے بکلّی دور نہ جا پڑے ہوتے تو پھر میرے آنے کی ضرورت کیا تھی؟ ان لوگوں کی ایمانی حالتیں بہت کمزور ہوگئی ہیں اور وہ اسلام کے مفہوم اور مقصد سے محض ناواقف ہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں ہوسکتی تھی

کہ وہ اہل حق سے عداوت کرتے جس کا نتیجہ کافر بنا دیتا ہے۔

اعمالِ صالحہ کی پہچان

یہ لوگ سمجھتے نہیں کہ ہم میں کون سی بات اسلام کے خلاف ہے۔ہم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور روزے کے دنوں میں روزے بھی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔مگر مَیں کہتا ہوں کہ یہ تمام اعمال اعمالِ صالحہ کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ محض ایک پوست کی طرح ہیں جن میں مغز نہیں ہے ورنہ اگر یہ اعمالِ صالحہ ہیں تو پھر ان کے پاک نتائج کیوں پیدا نہیں ہوتے؟ اعمالِ صالحہ تو تب ہو سکتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے فساد اور ملاوٹ سے پاک ہوں لیکن اُن میں یہ باتیں کہاں ہیں؟ میں کبھی یقین نہیں کر سکتا کہ ایک مومن متّقی ہو اور اعمال صالحہ کرنے والا ہو اور وہ اہل حق کا دشمن ہو حالانکہ یہ لوگ ہم کو بے قید اور دہریہ کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے مامور کر کے بھیجا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت کچھ بھی ان کے دل میں ہوتی تو وہ انکار نہ کرتے اور اس سے ڈر جاتے کہ ایسا نہ ہو ہم خدا تعالیٰ کے نام کی تخفیف کرنے والے ٹھہریں لیکن یہ تب ہوتا کہ انہیں حقیقی اور اعلیٰ ایمان خدا پر ہوتا اور وہ یوم الجزاء سے ڈرتے اور لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (بنی اسرآءِیل:۳۷) پر ان کا عمل ہوتا۔

اولیاء اللہ کا انکار سلبِ ایمان کا موجب ہو جاتا ہے

ان کی دماغی قوت اور ایمانی طاقت نے تو یہاں تک انہیں پہنچایا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی کا منکر تو کافر ہوتا ہے مگر ولی کے انکار سے کفر کیونکر لازم آتا ہے۔وہ سمجھتے ہیں کہ ایک شخص کے انکار سے کیا حرج؟[1] یہ لوگ انکار اولیاء اللہ کو معمولی بات سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے کیا بگڑتا ہے؟ مگر حقیقت یہ ہے کہ اولیاء اللہ کا انکار سلبِ ایمان کا موجب ہوتا ہے۔جو شخص اس معاملہ میں غور کرے گا اسے اچھی طرح نظر آجائے گا بلکہ ایسے طور پر نظر آجائے گا جیسے شیشے میں کوئی شکل دیکھ لیتا ہے۔

---

[1] الحکم جلد ۹ نمبر ۹ مورخہ ۱۷؍مارچ ۱۹۰۵ء صفحہ ۵،۶

رجسٹرڈ ال نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان مینی	دوا ہینی شفا بینی غرض دارالامان مینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ ر (۲) خواص معاونین سے عـ؎ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والونسے ہے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲ عـ؎

فہرست مضامین

(۱) اطلاع ضروری ۔ اصلاح صفحہ اول
(۲) دشمنون مین پہوٹ ؍؍ ۲و۳
(۳) مولوی ثناء اللہ کی پردہ دری ؍؍ ۳و۴
(۴) سید ظہور حسن سجادہ نشین بٹالہ کی رائے ؍؍ ۴
(۵) جلسۃ الوداع کی تقریب پر حضرۃ حجۃ اللہ کی تقریر ۵و۶
(۶) مراسلت صفحہ ۷
(۷) سید امیر علیشاہ صاحب کے الہامات ؍؍ ۷و۸
(۸) دارالامان کا ہفتہ ؍؍ ۸
(۹) تقریر حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام ؍؍ ۹
(۱۰) مختصر نوٹ اور نکات ؍؍ ؍؍
(۱۱) ایک نیا دعوے ؍؍ ۱۰و۱۱
(۱۲) سلسلہ عالیہ احمدیہ اخبارات مین ؍؍ ۱۱و۱۲
(۱۳) مذہبی دنیا پر سرسری نظر ؍؍ ۱۲و۱۳
(۱۴) سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضرورتون کیلئے مستقل سرمایہ چاہیے؟ صفحہ ۱۳
(۱۵) اشتہارات ؍؍ ۱۴

نمبر ۹ | دارالامان قادیان پنجاب مورخہ ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۱۰ محرم سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

اطلاع ضروری

تفسیر القرآن جلد دوم (جو سورۃ آل عمران سے شروع ہوئی ہے) کا پہلا اور دوسرا نمبر لکھا جا چکا ہے جو انشاء اللہ العزیز جلد تیار ہو جاوےگا۔ اس امر کی پابندی کسیقدر مشکل معلوم ہوتی ہے کہ سال مین تین یا چار سیپارے پورے کئے جاوین کیونکہ قرآن کریم کے حقایق کو بیان کرتے وقت اس کشف حقایق کے زمانہ مین میرے نزدیک یہ برا معلوم ہوتا ہے کہ ایک مضمون کا گلا گہونٹ کر ختم کیا جاوے۔ اسلئے مینے اس جلد مین اس امر کی پرواہ نہین کرنی چاہی کہ کسقدر حصہ قرآن کریم کا آتا ہے بلکہ جہانتک ایک آیت یا لفظ کے متعلق مجھے ضروری مواد مل سکا ہے مینے اس کے جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہر چند مین کوشش کرونگا کہ جسقدر زیادہ حصہ بیان ہو سکے بیان کر دیا جاوے۔ لیکن چونکہ سورہ آل عمران بجائے خود ہمارے مخالفون اور ہمارے درمیان ایک فیصلہ کن سورۃ ہے اور اس مین اکثر مضامین بہت بحث طلب مین اسلئے بھی کسیقدر وضاحت سے کام کرنا پڑیگا۔

اصلاح

تفسیر القرآن جلد اول کے نمبر سوم کے صفحہ دوم پر رکوع ۳۵ کے بالمقابل جو ترجمہ دیا گیا ہے اس مین ایک غلطی رہگئی ہے اس لئے جن صاحبون کے پاس وہ نمبر پہونچ چکا ہے وہ درست کرلین۔

یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِکُم

الی الآیۃ کا ترجمہ رہگیا ہے جو یہ ہے

ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلانے یا ایذا رسانی سے اس شخص کی طرح اکارت نہ کرو جو اپنا مال لوگون کو دکھانے کیلئے صرف کرتا ہے اور اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان نہین رکھتا اسکی مثال اس پہلے پتھر کی سی ہے جسپر کچھ مٹی پڑی ہو اور اسپر زور کا مینہ برسے اور اسکو صاف سل چھوڑ دے۔ جو کچھ انہون نے کمایا اس مین سے وہ کسی چیز کی قدرت نہین رکھتے اور کافر جو کام کر رہے ہین وہ اللہ تعالی کے بتائے ہوئے نہین یا اللہ کا فرون کو بامراد نہین کرتا۔

اس ترجمہ کی بجائے اس رکوع کی آخری آیت کا ترجمہ جو نمبر دوسرے کالم کی سطر دس سے لیکر سترہ تک ہے درج ہو گیا ہے۔ ناظرین اصلاح کرلین جلد دوم کے نمبر اول و دوم کے اصلاحی سلپ چہاپ کر بہیجدونگا انشاء اللہ۔ یہ غلطی چودہری نصر اللہ خانصاحب پلیڈر سیالکوٹ نے مجھے بتائی ہے اللہ تعالی انکو جزائے خیر دے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر کے معزز ناظرین کس غور اور مزے سے اسکو پڑہتے ہین۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم و تفسیر القرآن

انا للہ وانا الیہ راجعون

کیو رتہلہ سے نہایت افسوسناک خبر ملی ہے کہ میرے مکرم مخدوم مرحوم بہائی محمد خانصاحب کے دوسرے بیٹے عبد الحمید صاحب جو عرصہ سے بیمار چلے آتے تھے ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء کو اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ مرحوم ایک سعید جوان تہا۔ مرحوم باپ کیطرح آنکھون مین حیا مروت اور کم گوئی کی عادت تہی۔ اللہ تعالی اسے اپنے فضل و رحمت کے سایہ مین جگہ دیوے اور اس کے محزون بہائی منشی عبد المجید خان صاحب اور بیتاب والدہ کو صبر جمیل عطا کرے آمین۔ اسکی موت کی متعلق مفتی فضل الرحمان صاحب نے ذیل کی مختصر چہاپنے کو بہیجی ہے۔ ایڈیٹر

یہ دار فنا کیا کہون حیرت کا مکان ہے
سرمایۂ آرام تہا اسمین کہان ہے

خورشید خوشی کا جو کہین جلوہ نما ہو
نوالظہور مین ابر تحیر مین نہان ہے

بہت کم احباب ایسے ہونگے جو ہمارے مکرم معظم بہائی میاں محمد خانصاحب مرحوم ساکن کپورتھلہ کے نام سے ناواقف ہونگے خانصاحب مرحوم حضرت اقدس مسیح موعود کے بڑے جان نثار اور سچے خادم اور مخلص مرید تھے ابھی تہوڑا عرصہ ہوا ہے کہ خانصاحب مرحوم عین عالم شباب مین اس دنیا ناپائدار کو خیرباد کہکر جاودانی کا رستہ لیا ہے خانصاحب مرحوم یکتائے روزگار تھے اور دنیا مین حضرت مسیح علیہ السلام کی اتباع کا کامل نمونہ تھے اونکی وفات پر حضور علیہ السلام کو الہام ہوا تہا کہ (اولاد سے ملائم سلوک کیا جاوے) چنانچہ اسکو پورا ہوتے ہوئے سبھی اپنی آنکھون نے دیکھ لیا اور اسکا زندہ ثبوت اون کے فرزند رشید میان عبد المجید خان صاحب سلمہ ربہ موجود مین۔ اور اپنے والد مرحوم کی جگہ پر ممتاز مین ابہی خانصاحب مرحوم کی جدائی کا غم ہمارے سینہ پر تازہ ہی تازہ تہا کہ آج اون کے دوسرے فرزند رشید میان عبد الحمید خان جو میان عبد المجید خانصاحب سے دو سال چہوٹے تھے اور اپنے والد مرحوم کے قدم بقدم چلنے تھے۔ بشیک ۳ بجے بعد دوپہر اس جہان فانی کو چہوڑ کر اپنے والد مرحوم کے پہلو بہ پہلو جا لیٹے یہ صدمہ کچھ تہوڑا نہین خصوصاً انکی والدہ کیلئے بہت ہی سخت صدمہ ہے مین اپنے احمدی احباب کی خدمت مین دوبانونکی بادب التجا کرتا ہون کہ اول تو یہ کہ

سب بہائی اپنے اپنے شہر مین اس مرحوم کا جنازہ پڑہین اور دعا مغفرت کرین۔ دوم وہ اپنی نیم شبی دعاؤن مین انکی والدہ کیلئے دعا کرین کہ مولا کریم انکو صبر کی توفیق دیوے۔ کیونکہ یہ صدمہ ان کیواسطے ناقابل برداشت ہے۔

جلسۃ الوداع کی تقریب پر حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

ابتداً اکثر احباب کی ... اور خواہش کی باعث یہ خیال تھا کہ اگر جلسۃ الوداع کی ایک مختصر سی رپورٹ لکھائی صورت پر ... لیکن جبکہ وہ مقصد بھی ... وقت پر حاصل ... سے ملتوی ہو گیا تو اب رپورٹ کی اشاعت کی کوئی صورت نہ ہوئی۔ اسپر میں نے اس جلسہ کی تقریروں کو وقتاً فوقتاً الحکم میں چھاپ دیا۔ چنانچہ حضرت حکیم الامۃ اور مخدوم الملۃ کی تقریریں گذشتہ سال میں چھاپ چکا ہوں حضرت اقدس کی تقریر بھی چھاپنی شروع کی تھی مگر اسکے ایک دو نمبر نکل کر کسی وجہ سے وہ معرض التوا میں آ گئی۔ اب جبکہ موقع اور گنجائش ہے میں چاہتا ہوں کہ اسکو مکمل کر دوں اور اس لحاظ سے کہ وہ سلسلہ درست رہے اور پڑھنے والے کو فائدہ ہو جو حصہ اس تقریر کا پہلے شائع ہو گیا تھا اسکو بھی پھر درج کرتا ہوں تاکہ سلسلہ درست رہے اور سال گذشتہ کے اگست کے اوراق پلٹنے نہ پڑیں اب انشاء اللہ یہ اشاعت میں تا وقتیکہ ختم نہ ہو جاوے حتی الوسع شائع ہوگی وباللہ التوفیق۔ ایڈیٹر۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب سے زندہ اتر آنے اور اس حادثہ سے بچ جانے کا قرآن شریف میں صحیح اور یقینی علم دیا گیا ہے مگر افسوس ہے کہ پچھلے ہزار برس میں جبکہ اسلام پر اور بہت سی آفتیں آئیں وہاں یہ مسئلہ بھی تاریکی میں پڑ گیا اور مسلمانوں میں بد قسمتی سے یہ خیال راسخ ہو گیا کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور وہ قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے مگر اس چودہویں صدی میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا تاکہ میں اندرونی طور پر جو غلطیاں مسلمانوں میں پیدا ہو گئی ہیں انکو دور کروں اور اسلام کی حقیقت دنیا پر ظاہر کروں۔ اور بیرونی طور پر جو اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہیں ان کا جواب دوں اور دوسرے مذاہب باطلہ کی حقیقت کھول کر دکھاؤں خصوصیت کے ساتھ وہ مذہب جو صلیبی مذہب ہے یعنی عیسائی مذہب اسکی غلط اعتقادات کا استیصال کروں جو انسان کے لئے خطرناک زہر ہیں۔ اور انسان کی روحانی قوتوں کے نشو و نما اور ترقیوں کیلئے ایک روک ہیں منجملہ انکے ایک یہی مسئلہ ہے جو مسیح کے آسمان پر جانے سے متعلق ہے۔ اور جس بد قسمتی کر بعض مسلمان بھی ان کے شریک ہو گئے ہیں۔ اسی ایک مسئلہ پر عیسائیت کا دار و مدار ہے کیونکہ عیسائیت کی بنا کا مدار اسی صلیب ... ہے ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح ہمارے لئے مصلوب ہوا۔ اور پھر وہ زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا جو گویا اس کی خدائی کی دلیل ہے۔

جن مسلمانوں نے اپنی غلطی سے ان لوگوں کا ساتھ دیا ہے وہ یہ تو نہیں مانتے کہ مسیح صلیب پر مر گیا مگر وہ اتنا ضرور مانتے ہیں کہ وہ آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ لیکن جو حقیقت اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کھولی ہے وہ یہ ہے کہ مسیح ابن مریم اپنے ہم عصر یہودیوں کے ہاتھوں سخت ستایا گیا جسطرح پر راستباز اپنے زمانہ میں نادان مخالفوں کے ہاتھوں ستائے جاتے ہیں۔ اور آخر ان یہودیوں نے اپنی منصوبہ بازی اور شرارتوں سے یہ کوشش کی کہ کسیطرح پر ان کا خاتمہ کر دیں اور ان کو مصلوب کرا دیں۔ بظاہر وہ اپنی ان تجاویز میں کامیاب ہو گئے کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم کو صلیب پر چڑھائے جانے کا حکم دیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے جو اپنے راستبازوں اور ماموروں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ ان کو اس لعنت سے جو صلیب کی موت کے ساتھ وابستہ تھی بچا لیا۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ وہ اس صلیب سے زندہ اتر آئے۔ اس امر کے ثبوت کیلئے بہت سے دلائل ہیں جو خاص انجیل ہی سے ملتے ہیں۔ لیکن اسوقت اسکا بیان کرنا میری غرض نہیں ... ان واقعات کو جو صلیب کے واقعات ہیں انجیل میں پڑھنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ مسیح ابن مریم صلیب سے زندہ اتر آئے۔ اور پھر یہ خیال کر کے کہ اس ملک میں ان کے بہت سے دشمن ہیں اور دشمن بھی دشمن جان۔ اور جیسا کہ وہ پہلے کہہ چکے تھے کہ نبی بے عزت نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں جس سے انکی ہجرت کا پتہ ملتا تھا انہوں نے ارادہ کر لیا کہ اس ملک کو چھوڑ دیں۔ اور اپنے فرض رسالت کو پورا کرنے کیلئے وہ بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش میں نکلے اور نصیبین کیطرف سے ہوتے ہوئے افغانستان کے راستہ کشمیر میں آ کر بنی اسرائیل کو جو کشمیر میں موجود تھے تبلیغ کرتے رہے اور ان کی اصلاح کی .... اور آخر امنیں ہی وفات پائی۔ یہ امر ہے جو مجھ پر کھولا گیا ہے۔ اس ایک مسئلہ سے عیسائیت کا ستون بھی ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ جب صلیب پر مسیح کی موت ہی نہیں ہوئی اور وہ تین دن کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر ہی نہیں گئے تو الوہیت اور کفارہ کی عمارت تو بیخ و بنیاد سے گر جاتی اور مسلمانوں کا غلط خیال (جس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہوتی تھی کہ وہ زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں اور پھر نازل ہونگے حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا پرانا نبی نہیں آ سکتا۔ جسکی نبوت پر آپ کی مہر نہ ہو) بھی دور ہو گیا اور قرآن شریف کی اصل اور پاک تعلیم بھی ثابت ہو گئی کیونکہ قرآن شریف میں تو مسیح علیہ السلام کا صاف اقرار فلما توفیتنی کا موجود ہے

جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ ہم **وفات مسیح** کے مسئلہ پر زیادہ زور دیتے ہیں کیونکہ انکی موت کے ساتھ عیسائی مذہب کی بھی موت ہے۔ اسی غرض سے میں نے کتاب مسیح ہندوستان میں لکھنی شروع کی ہے۔ اور اس کتاب کے بعض مطالب کی تکمیل کے لئے میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اپنی جماعت میں سے چند آدمیوں کو بھیجوں جو ان علاقہ جات میں جا کر ان آثار کا پتہ لاویں جن کا وہاں موجود ہونا بتایا جاتا ہے چنانچہ اس غرض کو مد نظر رکھ کر ہم نے یہ جلسہ کیا ہے تاکہ ان دوستوں کو رخصت کرنے سے پہلے ہم سب ملکر ان کے لئے دعائیں کریں کہ وہ خیر و عافیت کے ساتھ اس مبارک سفر کے لئے رخصت ہوں اور کامیاب ہو کر واپس آئیں۔

اگرچہ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سفر جو تجویز کیا گیا ہے اگر نہ بھی کیا جاتا تو بھی خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اسقدر شواہد اور دلائل ہمکو اس امر کے لئے دیدیئے ہیں جنکو مخالف کا قلم اور زبان توڑ نہیں سکتی۔ لیکن مومن ہمیشہ ترقیات کی خواہش کرتا ہے اور وہ زیادہ سے زیادہ حقایق اور معارف کا بھوکا پیاسا ہوتا ہے کبھی ان سے سیر نہیں ہوتا اسلئے ہماری بھی یہی خواہش ہے کہ جسقدر ثبوت اور دلایل اور مل سکیں وہ اچھا ہے اسی مقصد کیلئے یہ تقریب پیش آئی ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو **نصیبین** کیطرف بھیجتے ہیں۔ جس کے متعلق ہمیں پتہ ملا ہے کہ وہاں کے حاکم نے حضرت مسیح کو (جبکہ وہ اپنی ناشکر گزار قوم کے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھا رہے تھے) لکھا تھا کہ آپ میرے پاس چلے آئیں۔ اور واقعہ صلیب کے بچ جانے کے بعد اس مقام پر پہونچکر انہوں نے بد قسمت قوم کے ہاتھ سے نجات پائی۔ وہاں کے حاکم نے یہ بھی لکھا تھا کہ آپ میرے پاس آ جائینگے تو آپکی خدمت کی سعادت حاصل کرونگا اور میں بیمار ہوں میرے لئے دعا بھی کریں اگرچہ یہ ایک انگریزی کتاب سے ہمیں معلوم ہوا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ روضۃ الصفا جو ایک اسلامی تاریخ ہے اس قسم کا مفہوم اس سے بھی پایا جاتا ہے اس لئے یہ یقین ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نصیبین میں ضرور آئے اور اسی راستہ کو وہ ہندوستان کو چلے آئے ہیں۔ سارا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے۔ لیکن ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ اس سفر میں انشاء اللہ حقیقت کھل جائیگی اور اصل معاملہ صاف ہو جائیگا۔ ممکن ہے کہ اس سفر میں ایسی تحریریں ہیش ہو جاویں یا ایسے کتبے نکل آویں جو مسیح علیہ السلام کے اس سفر کے متعلق بعض امور پر روشنی ڈالنے والے ہوں یا حواریوں میں کسی کی قبر کا کوئی پتہ چل جاوے۔ یا اور اس قسم کے بعض امور نکل آویں جو ہمارے اس مقصد میں مؤید ثابت ہو سکیں۔ اسلئے میں نے اپنی جماعت میں سے تین آدمیوں کو اس سفر کیلئے طیار کیا ہے۔ ان کے لئے ایک عربی تصنیف بھی میں کرنی چاہتا ہوں جو بطور تبلیغ کے ہو اور جہاں جہاں وہ جاویں اس کو تقسیم کرتے رہیں اسطرح پر اس سفر سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ ہمارے سلسلہ کی اشاعت بھی ہوتی جاوے گی۔ اور میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک **مخلص** اور وفادار جماعت عطا کی ہے میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کیلئے میں ان کو بلاتا ہوں نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے میری طرف سے کسی امر کا اشارہ ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے طیار۔ حقیقت میں کوئی قوم اور جماعت طیار نہیں ہو سکتی جبتک اس میں اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کیواسطے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو جو مشکلات اور مصائب اٹھانی پڑے ان کے عوارض اور اسباب میں سے جماعت کی کمزوری اور بے دلی بھی تھی۔ چنانچہ جب ان کو گرفتار کیا گیا تو پطرس جیسے اعظم الحوارین نے اپنے آقا اور مرشد کے سامنے انکار کر دیا۔ اور نہ صرف انکار کیا بلکہ تین مرتبہ لعنت بھی بھیج دی اور اکثر ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اسکے برخلاف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے وہ صدق و وفا کا نمونہ دکھایا جسکی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملسکتی۔ انہوں نے آپ کی خاطر ہر قسم کا دکھ اٹھانا سہل سمجھا یہانتک کہ عزیز وطن چھوڑ دیا اپنے املاک و اسباب اور احباب سے الگ ہو گئے اور بالآخر آپ کی خاطر جان تک دینے سے تامل اور افسوس نہیں کیا۔ یہی صدق اور وفا تھی جس نے انکو آخر کامیاب کیا۔ اسی طرح میں اب دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری جماعت کو بھی اسکی قدر اور مرتبہ کے موافق ایک جوش بخشا ہے اور وہ وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھاتی ہیں۔ جس دن سے میں نے نصیبین کیطرف ایک جماعت کے بھیجنے کا ارادہ کیا ہے۔ ہر ایک شخص کوشش کرتا ہے کہ اس خدمت پر میں مامور کیا جاؤں اور دوسرے کو رشک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور آرزو کرتا ہے کہ اس کی جگہ اگر مجھے بھیجا جاوے تو میری بڑی ہی خوش قسمتی ہے بہت سے احباب نے اس سفر پر جانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا میں ان درخواستوں سے پہلے مرزا خدا بخش صاحب کو اس سفر کے واسطے منتخب کر چکا تھا اور مولوی قطب الدین اور میاں جمال الدین کو ان کے ساتھ جانے کے واسطے تجویز کر لیا تھا۔ اسواسطے مجھے ان احباب کی درخواستوں کو واپس کر دینا پڑا تاہم میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جنہوں

التماس۔ صفحہ ۵ کا بقیہ مضمون اگلی اشاعت میں آئیگا۔

www.aaiil.org

نے بعہد کامل اور سچے اخلاص کے ساتھ اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی پاک نیتوں کے ثواب کو ضائع نہیں کریگا اور وہ اپنے اخلاص کے موافق اجر پائینگے۔

دور دراز بلاد اور ممالک غیر کا سفر آسان نہیں ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ اسوقت سفر آسان ہوگئے ہیں لیکن پھر بھی یہ کسکو علم ہوسکتا ہے کہ اس سفر سے کون زندہ آئیگا۔ چھوٹے چھوٹے بچے اور بیویوں اور دوسرے عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر جانا کوئی سہل بات نہیں اپنے کاروبار اور معاملات کو ابتری اور پریشانی کی حالت میں چھوڑ کر ان لوگوں نے اس سفر کو اختیار کیا ہے اور انشراح صدر سے اختیار کیا ہے جس کے لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ بڑا ثواب ہے ایک تو سفر کا ثواب ہے کیونکہ یہ سفر محض خدا تعالیٰ کی عظمت اور توحید کے اظہار کے واسطے ہے۔ دوسرے اس سفر میں جو مشقتیں اور تکالیف ان لوگوں کو اٹھانی پڑینگی ان کا ثواب بھی ہے اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا جبکہ من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ کے موافق وہ کسی کی ذرہ بھر نیکی کے اجر کو بھی ضائع نہیں کرتا تو اتنا بڑا سفر جو اپنے اندر ہجرت کا نمونہ رکھتا ہے اس کا اجر کبھی ضائع ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ صدق اور اخلاص ہو یا اور دوسرے اغراض شہرت و نمود کے نہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ بر و بحر کے شدائد و مصائب کو برداشت کرنا اور ایک موت کا قبول کر لینا بجز صدق کے نہیں ہوسکتا۔

بہت سے بھائی اُن کے لئے دعائیں کرتے رہیں گے اور میں بھی اون کے واسطے دعاؤں میں مصروف رہونگا کہ اللہ تعالیٰ انکو اس مقصد میں کامیاب کرے اور خیر و عافیت کے والس لادے اور سچ تو یہ ہے کہ ملائکہ بھی ان کے واسطے دعائیں کرینگے اور وہ ان کے ساتھ ہونگے۔

اب میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اس موقع پر ہماری جماعت نے دو قسم کی مروت اور ہمت دکھائی ہے ایک تو یہ گروہ ہے جنہوں نے سفر اختیار کیا ہے اور اپنے آپکو سفر کے خطرات میں ڈالا ہے اور ان مصائب و شدائد کی برداشت کرنیکو تیار ہوگئے ہیں جو اس راہ میں انہیں پیش آئینگی دوسرا وہ گروہ ہے جنہوں نے کثیر دینی اغراض و مقاصد میں ہمیشہ دل کھول کر چندے دئے ہیں میں کچھ ضرورت نہیں سمجھتا کہ تفصیل کروں کیونکہ ہر شخص کم و بیش اپنی استطاعت اور مقدرت کے موافق حصہ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کس اخلاص اور وفاداری سے ان چندوں میں شریک ہوتے ہیں میں یہ خوب جانتا ہوں کہ ہماری جماعت نے وہ صدق اور وفا دکھایا ہے جو صحابہ ساعۃ العسرۃ میں دکھاتے تھے اگرچہ اشتہار میں میں نے چند دوستوں کے نام لکھے ہیں جنہوں نے اپنی صدق و ہمت کا نمونہ دکھایا ہے لیکن اس سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ میں دوسروں کی جو ہیں یا انکی خدمات کو قابل قدر نہیں سمجھتا! میں خوب جانتا ہوں کہ کون سرگرمی اور اخلاص کے ساتھ میری راہ میں دوڑتا ہے۔ میں چونکہ بیمار رہا اور ابھی تک طبیعت ناساز ہے اس لئے میں پوری تفصیل نہیں لکھ سکا اور نہ مختصر سے اشتہار میں اتنی تفصیل ہوسکتی تھی۔ پس جن لوگوں کا نام درج نہیں ہوا انکو افسوس نہیں کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ ان کے صدق اور اخلاص کو خوب جانتا ہے اگر کوئی شخص اس غرض کے لئے چندہ دیتا ہے یا ہماری دینی ضروریات میں شریک ہوتا ہے کہ اس کا نام شائع کیا جاوے تو یقیناً سمجھو کہ وہ دنیا کی شہرت اور نام و نمود کا خواہشمند ہے۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے اس راہ میں قدم رکھتا ہے اور خدمت دین کے لئے کمربستہ ہوتا ہے اسکو اس بات کی کچھ بھی پروا نہیں ہوتی۔ دنیا کے نام کی کچھ حقیقت اور اثر اپنے اندر نہیں رکھتے ہیں نام وہی بہتر ہوتے ہیں جو آسمان پر لکھے جاویں کاغذات کا کیا اثر ہے ایک دن ہوتے ہیں اور ایک وقت ضائع ہوجاتے ہیں لیکن جو کچھ آسمان پر لکھا جاتا ہے وہ کبھی محو نہیں ہوسکتا۔ اسکا اثر ابدالآباد تک رہتا ہے۔ میرے بہت سے مخلص احباب ایسے ہیں جن کو تم میں سے شاید بہت کم جانتے ہوں لیکن انہوں نے ہمیشہ میرا ساتھ دیا ہے۔ مثلاً میں نظیر کے طور پر لکھتا ہوں کہ مرزا یوسف بیگ صاحب میرے بہت ہی مخلص اور صادق دوست ہیں میں نے انکا ذکر اسواسطے کیا ہے کہ اس طرح پر بھائیوں میں باہم تعارف بڑھتا ہے اور محبت پیدا ہوتی ہے مرزا صاحب اسوقت سے میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جبکہ میں گوشہ نشینی کی زندگی بسر کر رہا تھا میں دیکھتا ہوں کہ ان کا دل محبت اور اخلاص سے بھرا ہوا ہے اور وہ ہر وقت سلسلہ کی خدمت کیلئے اپنے اندر ایک جوش رکھتے ہیں ایسا ہی اور بہت سے عزیز دوست ہیں اور سب اپنے اپنے ایمان اور معرفت کے موافق اخلاص اور جوش محبت سے لبریز ہیں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اعمال کی توفیق رفتہ رفتہ ملتی ہے لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ جب تک ایمان قوی ہوتا ہے اسیقدر اعمال میں بھی قوت آتی ہے یہانتک کہ اگر یہ قوت ایمانی پورے طور پر نشوونما پا جاوے تو پھر ایسا مومن شہید کے مقام پر ہوتا ہے کیونکہ کوئی امر اس کے سد راہ نہیں ہوسکتا وہ اپنی عزیز جان تک دینے میں بھی تامل اور دریغ نہ کریگا۔ میں نے کئی دفعہ اس سے پہلے بھی بیان کیا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ اس کا بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے اسلئے میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو انبیاء علیہم السلام کو بھیجتا ہے اور آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اسنے دنیا کی ہدایت کے واسطے بھیجا اور قرآن مجید کو نازل فرمایا تو اس کی غرض کیا تھی؟ ہر شخص جو کام کرتا ہے اسکی کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے ایسا خیال کرنا کہ قرآن شریف کے نازل کرنے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کی کوئی غرض اور مقصد نہیں ہے کمال درجہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے کیونکہ اس میں (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کیطرف ایک فعل عبث کو منسوب کیا جائیگا۔ اور حالانکہ اسکی ذات پاک ہے (سبحانہ وتعالیٰ شانہ) پس یاد رکھو کہ کتاب مجید کے بھیجنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ دنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھاوے۔ جیسے فرمایا ما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین اور ایسا ہی قرآن مجید کے بھیجنے کی غرض بتائی کہ ھدی للمتقین۔ یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہیں کہ انکی نظیر نہیں پائی جاسکتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ جیسے تمام کمالات متفرقہ جو انبیاء علیہم السلام میں تھے وہ رسول اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع کر دئے۔ اور تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے وہ قرآن شریف میں جمع کر دئے۔ اور ایسا ہی جسقدر کمالات تمام امتوں میں تھے وہ اس امت میں جمع کر دئے پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم ان کمالات کو پالیں۔ اور یہ بات بھی بھولنی نہیں چاہئے کہ جیسے وہ عظیم الشان کمالات ہم کو دینا چاہتا ہے اسکے موافق اسنے ہمیں قویٰ بھی عطا کئے ہیں۔ کیونکہ اگر اس کے موافق قویٰ نہ دئے جاتے تو پھر ہم ان کمالات کو کسی صورت حاصل ہی نہیں کر سکتے تھے اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص ایک گروہ کی دعوت کرے تو ضرور ہے کہ وہ اس گروہ کے موافق کھانا طیار کرے اور اسی کے موافق ایک مکان ہو یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ دعوت تو ایک ہزار آدمی کی کردے اور ان کے بٹھانیکے واسطے ایک چھوٹی سی کٹیا بناوے نہیں بلکہ وہ اس تعداد کا پورا لحاظ رکھیگا۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی کتاب بھی ایک دعوت اور ضیافت ہے جسکے لئے کل دنیا کو بلایا گیا ہے۔ اس دعوت کیلئے خدا تعالیٰ نے جو مکان طیار کیا ہے وہ قویٰ ہیں جو ان لوگوں کو دئے گئے ہیں قویٰ کے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا اب اگر بیل گدھے یا کسی اور حیوانوں کے سامنے قرآن کریم کی تعلیمات کو پیش کریں۔ وہ نہیں سمجھ سکتے۔ اسلئے کہ ان میں وہ قویٰ نہیں ہیں جو قرآن کریم کی تعلیمات کو برداشت کر سکیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمکو وہ قویٰ دئے ہیں اور ہم اون سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المومنین خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے۔ اور اسیطرح وہ کتاب اس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں اور آپ پر نبوت ختم ہوگئی تو یہ نبوت اسطرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونیسے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپ پر کمالات نبوت ختم ہوگئے۔ یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدم سے لیکر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب کے سب آنحضرت صلعم میں جمع کر دئے گئے۔ اور اسطرح پر آپ طبعاً خاتم النبیین ٹھیرے۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات۔ وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں۔ وہ قرآن شریف پر آکر ختم ہوگئے۔ اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھیرا۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افتراء عظیم ہے ہم جس قوت یقین معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی وہ نہیں مانتے اور انکا ایسا ظرف ہی نہیں ہے وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے اور اسکی حقیقت سے بیخبر ہیں وہ نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اسپر ایمان لانیکا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جسکو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھولدیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔ دنیا کی مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اسطرح پر دیکھتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر آکر اسکا کمال ہوجاتا ہے جبکہ اسکو بدر کہا جاتا ہے اسیطرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر آکر کمالات نبوت ختم ہوگئے۔ جو یہ مذہب رکھتے ہیں کہ نبوت زبردستی ختم ہوگئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یونس بن متی پر بھی ترجیح نہیں دینی چاہئے۔ انہوں نے اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور کمالات کا کوئی علم ہی انکو نہیں باوجود اس کمزوری فہم اور کمی علم کے ہمکو کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں۔ میں ایسے مریضوں کو کیا کہوں اور انپر کیا افسوس کروں اگر ان کی یہ حالت نہ ہوگئی ہوتی اور حقیقت اسلام کی بکلی دور نہ جا پڑے ہوتے تو پھر میری **آنیکی ضرورت کیا تھی**؟ ان لوگوں کی ایمانی حالتیں بہت کمزور ہوگئی ہیں اور وہ اسلام کے مفہوم اور مقصد سے محض ناواقف ہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں ہوسکتی تھی کہ وہ اہل حق کی عداوت کرتے جسکا نتیجہ کافر بنا دیتا ہے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم میں کونسی بات اسلام کے خلاف ہے ہم لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور روزے کے دنوں میں روزے بھی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ یہ تمام اعمال اعمال صالحہ کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ محض ایک پوست کی طرح ہیں جن میں مغز نہیں ہے۔ ورنہ اگر یہ اعمال صالحہ ہیں تو پھر ان کے پاک نتائج کیوں پیدا نہیں ہوتے؟ اعمال صالحہ تو مترتب ہو سکتے ہیں کہ وہ جسم کو فساد اور ملاوٹ سے پاک ہوں۔ لیکن انمیں یہ باتیں کہاں ہیں؟ میں کبھی یقین نہیں کر سکتا کہ ایک مومن متقی ہو اور اعمال صالحہ کرنیوالا ہو اور وہ اہل حق کا دشمن ہو حالانکہ یہ لوگ کہتے تھے اور دعوےٰ ہے کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کہا کر کہا کہ مجھکو اللہ تعالیٰ نے مامور کر کے بھیجا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت کچھ بھی ان کے دل میں ہوتی تو وہ انکار نہ کرتے اور اس سے محروم جاتے اگر ایسا نہ ہو تو ہم خدا تعالیٰ کے نام کی…

www.aaiil.org

۱۰ فروری ۱۹۰۵ء۔ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حجۃ الاسلام سے فرمایا نصر من اللہ و فتح قریب وبشر المومنین۔

۱۱ فروری ۱۹۰۵ء۔ اللہ تعالیٰ کی تجلیات سے بہرہ ور ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور الہام ہوا۔ ففروا الی اللہ۔

۱۲ فروری ۱۹۰۵ء۔ تجلیات الٰہیہ کا عجیب مشاہدہ کیا درد شکم سے سخت بیمار تھا یہ زبان سے نکلا

از درد بیقرارم فریادرس الٰہی
خودرا بتو سپارم فریادرس الٰہی

اسی پر درد جاتا رہا۔

۱۳ فروری ۱۹۰۵ء۔ الہام ہوا۔ مایلقھا الا الذین صبروا وما یلقھا الا ذو حظ عظیم۔

۱۵ فروری ۱۹۰۵ء۔ دربار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبانی اپنے قادیان آجانے کی مبارکباد دی۔ اور صدیق اکبر نے فرمایا۔ خوش باش و برو بمقدم ما مورمن اللہ۔

۱۶ فروری ۱۹۰۵ء۔ بیت الحرام میں نماز پڑھی اور الہام ہوا۔ من یعتصم باللہ فقد ھدی الی صراط مستقیم۔ پہر الہام ہوا۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا

۱۷ فروری ۱۹۰۵ء۔ الہام ہوا۔ فلنولینک قبلۃ ترضھا فول وجھک شطر المسجد الحرام۔

۱۸ فروری ۱۹۰۵ء۔ مکہ معظمہ کا سفر بذریعہ جہاز طے کیا ہے الہام ہوا۔ وجاء اھل المدینۃ یستبشرون۔

۲۰ فروری ۱۹۰۵ء۔ بیت اللہ میں نماز پڑھی امام نے سورۃ جمعہ پڑھی۔ الہام ہوا۔ اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون۔

۲۱ فروری ۱۹۰۵ء۔ حضرت عیسے علیہ السلام سے مصافحہ کیا اور انہون نے پیار کیا۔

۲۲ فروری ۱۹۰۵ء۔ تجلیات الٰہیہ کا مشاہدہ کیا الہام ہوا والقیت علیک محبۃ منی ولتصنع علی عینی۔

۲۳ فروری ۱۹۰۵ء۔ رویا میں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنے قادیان میں مرنے اور دفن ہونیکی آرزو پیش کی اسپر الہام ہوا ما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا ویعلم مستقرھا ومستودعھا پہر الہام ہوا فسبح بحمد ربک وکن من السٰجدین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین

۲۴ فروری ۱۹۰۵ء خیال ہوا کہ کیا میری نماز حسب فرمودہ حضرۃ حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتی ہے؟ اسپر الہام ہوا۔ فاذکروا اللہ کما علمکم مالم تکونوا تعلمون

۲۵ فروری ۱۹۰۵ء۔ الہام ہوا اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ ذالک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء۔ اس کے بعد الہام ۱۲/۱۱ فروری کا تکرار ہوا۔

۲۶ فروری ۱۹۰۵ء۔ الہام متنزل ہوسکہ۔ واما بنعمۃ ربک فحدث۔ وما یلقھا الا ذو حظ عظیم ولذکر اللہ اکبر ذکر اللہ ذکرا کثیرا۔

۲۷ فروری ۱۹۰۵ء۔ الہام ہوا۔ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا

۲۸ فروری سجوادکریم ملاٹ بحر رؤف الرحیم

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت اچھی ہے، نصرۃ الحق کی تصنیف اور طبع کا کام بسرعت ہورہا ہے۔

۲۔ خاندان رسالت کے تمام ممبر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے تندرست ہیں بزرگان امت کی صحت قوم کی خوشی اور اللہ تعالیٰ کے شکر کا موجب ہورہی ہیں

۳۔ موسمی حالت میں (بجز اس کے کہ طبعی طور پر سردی کم ہوگئی ہے) کوئی نمایان تبدیلی نظر نہیں آتی ہے۔ ہر دوسرے تیسرے ابر محیط آسمان رہتا ہے۔ موسم کی اس غیر طبعی حالت کیوجہ سے بیماری کی آگ سلگ رہی ہے۔ کوئی نہ کوئی کیس ہوجاتا ہے۔

۴۔ ۱۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میرے مکرم بہائی بابو محمد فضل صاحب کا بڑا بچہ عبد اللہ کئی روز کے متواتر بخار سے انتقال کرگیا انا للہ وانا الیہ راجعون معصوم مرحوم ایک ہونہار اور ذہین بچہ تہا۔ اسکی عمر کے لحاظ سے اسمین غیر معمولی مستعدی اور ہوشیاری پائیجاتی تہی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی یہی مرضی تہی جو ظاہر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو عالم ثانی میں ہمارے لئے فرط بنائے اور اس کے محزون والدین کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرماوے۔

۵۔ ۱۲ مارچ ۱۹۰۵ء عالی جناب لالہ موتی لال صاحب تحصیلدار بٹالہ بتقریب دورہ بٹالہ کو واپس ہوتے ہوئے یہان تشریف لائے۔ میںنے جو الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں قادیان کے نوٹیفائڈ ایریا قرار دیجانے کے متعلق اور سڑک بٹالہ تا قادیان کی شکستہ حالت کی طرف آپ کو توجہ دلائی تہی آپ نے پورا نوٹس لیاہے۔ سڑک کیلئے آپنے باقاعدہ رپورٹ کی ہے اور نوٹیفائڈ ایریا قرار دئے جانے کے متعلق باشندگان کے بیانات قلمبند کرکے آپ لےگئے ہیں اور ایک زوردار رپورٹ کرناچاہتے ہیں لالہ موتی لال صاحب ایک مشہور خوش اخلاق اور رعایا کی بہی خواہی کیلئے خود تکالیف برداشت کرنیوالا تحصیلدار ہیں یہی وجہ ہے کہ بٹالہ کی تحصیل آپ کی موجودگی پر بہت ہی نازان اور خوش ہے۔ اگرچہ سناجاتا ہے کہ آپ عنقریب ترقی پاکر ڈپٹی ہونے والے ہیں لیکن ضلع گورداسپور کی کیسی خوش قسمتی ہو اگر وہ اس ضلع میں ایسی ترقی پائیں بہرحال قادیان کی آبادی اس کے باشندون کی حالت خصوصاً سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وجہ ترقی اس امر کی بزور داعی ہیں کہ اس کو نوٹیفائڈ ایریا قرار دیا جاوے اور سڑک کے پختہ کئے جانیکا انتظام ہو مجھے امید ہے کہ تحصیلدار صاحب کی توجہ بہت جلد قادیان کے رہنے والون کو شکرگذار بنائیگی

۶۔ ۱۱ مارچ کی رات کو بیان کیا جاتا ہے کہ ایک کنواری ہندو لڑکی بعض شریر اور قابل اعتراض چال چلن رکھنے والے بالجبر اٹھا لےگئے۔ اور اسے حبس بیجا میں رکھکر اس کی عصمت پر بالجبر حملہ کرنا چاہا دریافت سے معلوم ہوا ہے کہ باضابطہ مقدمہ چلایا ہے۔ ایسے شریر بدمعاشون کا قرار واقعی انتظام اگر نہ کیا گیا تو خطرہ کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہے۔ کیا ہمارے ضلع کے نیکدل ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر خاص نوٹس نہ لین گے۔ وہ ابہی جتنے سنہ آتی باتین پر مفصل بیرہتا ہوگے اور اصلیت ظاہر کرینگے

ولادت

میرے مکرم بہائی مفتی فضل الرحمان صاحب کے ہان خداتعالے نے اپنے فضل وکرم سے ۱۴ مارچ ۱۹۰۵ء کو فرزند عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو مان باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے اور اسے خادم دین بناکر ملک اور قوم کیلئے مفید ٹھہرائے اور وہ نافع الناس وجود ہو آمین۔

مین صدق دل سے مفتی صاحب کو مبارکباد دیتا ہون۔

محمد علی صاحب احمدی سرہند سے تحریر کرتے ہین کہ ان کا بہائی علی احمد ویرنیکلر سکول اجمیر میں پڑہتا ہے ان کے امتحان میں کامیابی کی دعا فرماوین جو کہ ۲۲ مارچ کو ہوناہے۔

مشتہرین کا صفحہ شائع نہیں ہوسکا۔

ایڈیٹر

عذر گناہ بدتر از گناہ

نمبر اول

اکنون ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوئے کردہ رانبود زیب دختری

الحکم کی گذشتہ اشاعتون میں مولوی ابوالوفا امرتسری کے اعتراضون کی حقیقت نمائی کیلئے ایک سلسلہ آرٹیکل شایع ہوا ہے۔ مجھے خیال اور امید تہی کہ اگر مولوی فاضل صاحب کا کانشنس بالکل مردہ اور مسخ نہین ہوگیا تو وہ اپنے غلط۔ بیہودہ اور لاطایل اعتراضات کو واپس لیں گے۔ اور آیندہ لب کشائی نہ کرینگے مگر میرا قیاس اسوقت تک صحیح ثابت نہین ہوا۔ ضد اور تعصب کا برا ہو کہ یہہ صداقت کا دشمن ہے

مولوی فاضل صاحب نے ان مضامین پر پورے ایک مہینے کی غور اور فکر کے بعد ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث میں قلم اٹہایا ہے جس سے ان مضامین کی وقعت اور قوت کا پتہ ملسکتاہے۔ لیکن مین افسوس سے ظاہر کرتا ہون کہ مولوی صاحب نے جو کچہہ اب لکہا ہے وہ

عذر گناہ بدتر از گناہ

کا صحیح مصداق ہے اس لئے مین اس عنوان کے نیچے ان کے ان مضامین کی پڑتال کرونگا سب سے اول مولوی ابوالوفا صاحب نے یہ چالاکی کی ہے کہ میرے مضمون کا ایک بہی فقرہ جواب دینے سے پہلے نقل نہین کیا مین یقیناً کہہ سکتا ہون کہ اگر وہ میرے مضامین کو پورا درج کردیتے تو اہلحدیث کے ناظرین پر حقیقت کہل جاتی اور بدون کسی مزید تحریر کے فیصلہ ہوجاتا۔ اب بہی اگر وہ الحکم کے جوابی مضامین کو بالمقابل درج کردین توانکی دیانت داری اور انصاف پسندی کا یہی اقتضا ہونا چاہیئے مینے جب ان کے کسی مضمون پر لکہا ہے تو ان کے اغراض کو اول نقل کردیاہے مگر ابوالوفا صاحب اس عمل کو اپنا دشمن اور پردہ در سمجہکر اس سے بچتے ہین یا بہاگتے ہین۔

اسکے بعد مین انشاء اللہ العزیز دکہاؤنگا کہ مولوی ثناء اللہ کا اعتراض کیا تہا؟ اس کا جواب کیا دیا گیا اسپر ان فاضل صاحب ایک مہینے کے بعد کیا کہتے ہین۔ اور یہ سب بطور خلاصہ ہوگا اور یہ سلسلہ [illegible]

www.aaiil.org